Research Journal
Tahqeeqat
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل تحقیقات

داماں کی مستی میں مست عزیز شاہد کی خوابیدہ سرائیکی شاعری

Azeez Shahid's Dreamy Siraiki Poetry Messing around the Dreams of Daman

Muhammad Azeem,
PhD Scholar Siraiki,
The Islamia University of Bahawalpur
Dr. Badar Masood Khan
Assistant Professor in Siraiki,
The Islamia University of Bahawalpur
Qudsia Nayyar
Lecturer in Siraiki,
The Islamia University of Bahawalpur

محمد عظیم
پی ایچ-ڈی اسکالر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور
ڈاکٹر بدر مسعود خان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور
قدسیہ نیئر
لیکچرر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

Abstract

Azeez Shahid is the representative of modern Siraiki poetry. He is the son of the soil. He is the son of the legend Siraiki poet Noor Muhammad Sail. Damaan is of his homeland. He loves his native and land also. This land has the specialty of harshness of the seasons. Both summer and winter are unbearable for the people of this land. The flooded rivers have make this land fertile. This fertility is also present in the writings of Azeez Shahid. His poetry is the Bouquet of different flowers. He has presented the life of common people. Their life is too hectic to survive. There poor people even mast have the basic requirements of life even though all such conditions are the fate of common man. Poet is standing with them and encouraging them. He shows the light of bright future through his poetry. Bait, Bailey, Shrines and Mosques are there. He says that we people love with each other without any discrimination. Love is our identity.

Keywords: Azeez Shahid, Damaan, Bait,Bailey,Bouquet

داماں سرائیکی وسیب کا ایسا مردم خیز خطہ ہے جس نے کئی نامور شخصیات کو نہ صرف جنم دیا ہے بلکہ پالا پوسا اور جوان کیا ہے اس خطے میں موجود ڈیرہ غازی خان ، ڈیرہ اسماعیل خان، ٹانک اور راجن پور شامل ہیں اس کے مشرق میں شیخ بدین اورمروت کے پہاڑی سلسلے جبکہ مغرب میں وزیرستان کی پہاڑیاں موجود ہیں۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے مشرق میں کوہ سلمان کا پہاڑی سلسلہ اور مغرب کی طرف دریائے سندھ کی لہریں بل کھاتی اٹھکیلیاں کرتی اس خطے کی دھرتی کو چومتی اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتی ہیں۔ داماں میں آب پاشی کا قدیم ذریعہ رود کو بیاں اور پہاڑی ندی نالے ہیں جن کو مقامی زبان میں نئیں کہاجاتا ہے۔ آب و ہوا بہت سخت ہے ۔ یعنی سردیوں میں سخت سرد اور گرمیوں میں بہت گرم موسم ہوتا ہے۔ دریائے سندھ پر بیراج بننے سے اب زمینیں نہروں سے بھی سیراب ہوتی ہیں ۔ داماں کی اپنی جدا گانہ ثقافت، تہذیب، سماج اور رسم و رواج ہیں ۔ زندگی یہاں بہت تلخ اور کٹھن ہے لوگ انتہائی سادہ مزاج اور محبت کرنے والے ہیں۔ دریائے سندھ کے ساحل پر واقع ہونے کی بدولت زرخیزیت۔ یہاں کی شناخت ہے۔ یہ زرخیزی بھری اور عقلی شور سے منسلک ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں نے دریاؤں کی زرخیز وادیوں میں جنم لیا ۔ یہ وادیاں تہذیب انسانی کے ارتقاء کا ابتدائی گہوارہ بنیں اور یہیں انسانی فکر و نظر کی وہ سحر پھوٹی جس نے بالاخر جہالت کی ظلمت اور تاریکی کا دامن تار تار کیا ۔ اس طرح پورا عالم علم وفن اور تہذیب و تمدن کی روشنی سے تابناک ہو گیا ۔ تہذیب انسانی کا گہوارہ بننے کا شرف ہر دریا کی وادی کو حاصل نہیں ہوا ۔ کارکنان ازل نے یہ سعادت نیل، دجلہ فرات اور سندھ کے دریاؤں کی قسمت میں لکھ دی تھی ۔ اسی دھرتی نے نامور شاعر،

OPEN ACCESS HEC DRJI ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE اشاریہ اردو جرائد EuroPub

ادیب اور محقق پیدا کیے۔ دامان کی سرزمین ڈیرہ غازی خان نے کئی نامور سرائیکی شاعر دھرتی اور وسیب کو دان کیے ہیں۔ ایسے شعراء کے ناموں کی فہرست سینکڑوں میں بنتی ہے۔ احمد خان طارق، اقبال سوکڑی ، نور محمد سائل اور عزیز شاہد کے نام نمایاں طور پر لیے جا سکتے ہیں۔

عزیز شاہد کی پیدائش نور محمد مسائل کے گھر بستی ڈوم والا میں 14اگست 1947 ء پیدا تھے ۔ ان کا اصل نام عزیز اکبر ہے شاعری میں عزیز شاہد جانا جاتا ہے۔ اور یہی نام ان کی پہچان بن گیا ہے ۔ شاعری کا فن عزیز شاہد کو ورثے میں ملا ہے ۔ نور محمد مسائل جیسے مہان شاعر کے فرزند ہونے کے ناطے عزیز شاہد نے اپنی پہچان نہیں بنائی بلکہ اپنا نام خود پیدا کیا۔ عزیز شاہد گر خود اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا تھا کہ میں ڈیرہ غازی خان شہر کے ایک مزدور کا بیٹا ہوں ۔ ایک عام سا شخص ہوں گمنام گلی کا رہائشی ہوں۔ ایک سکول کا اُستاد اپنی کمائی کے کم و پیش کو گنتا ہوا ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے پسینہ بہاتا ہوا شخص تھا۔ پھر میں عزیز اکبر سے عزیز شاہد بن گیا مفاہد میرے خوابوں کا موسم ہے جو میری ذات کا حصہ دار بن گیا ہے، جس نے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے مجھ جیسے مفلس شخص کو آس اور امیدوں کے کئی تماشوں سے روشناس کرایا ہے۔ شاہد میرا ساتھی بن کر مجھے اُن اَن دیکھے رستوں میں مجھے منزل کی طرف گامزن رکھتا رہا اور یوں میں عزیز اکبر سے عزیز شاہد بن گیا۔ 1963 ء سے جگ مشہور شاعر سرور کر بلائی نے عزیز شاہد کی شاعری میں اصلاح کی۔ ان دونوں نے سرائیکی جدید شاعری میں اپنا جداگانہ مقام پیدا کیا ہے ۔ عزیز شاہد سرائیکی شاعری کی توانا آواز ہے۔ ان کی شاعری کے کئی پہلو ہیں ۔ اس میں سماج کا منظر نامہ بہت نمایاں ہے۔ دامان عزیز شاہد کی دھرتی ہے اُسے دمان کی دھرتی کے ذرے ذرے سے جنوں کی حد تک پیار ہے ۔ عزیز شاہد کی تصانیف میں من دریا تیں ، پھل سرمی دے، پنیال،اول، جوگ ، سلسلے سلونی دے ، دھمی ، پھلاں بھری چنگیر درشن اور چاک نمایاں ہیں۔ عزیز شاہد کو اس بات کا پوری طرح شعوری ادراک ہے کہ اس دھرتی کے لوگ محبت کرنے والے اور قربانیاں دینے والے لوگ ہیں ، دوسروں کے مظالم سہہ کر بھی ہماری چہرے سے مسکراہٹ الگ نہیں ہوتی چاہے ہمارا دل زخمی زخمی ہو گیا ہو ۔ ہم نے ہر ظلم سہہ لیا ہے مگر اس کا شکوہ زبان پر نہیں لائے عشق جہاں ہجر کرب کی صورت نہیں بلکہ ہیر کی تڑپ"میں آپے رانجھا ہوئی" کی صورت میں جلوہ ہوتا ہے:

بے زار اساں بے زور اساں	کیا گھن سکھدوں کُئی بور اساں
اساں پیلاں پائیاں پیار دیاں	پر ہیں جنگل دے مور اساں
اساں خان پنل سک سیاں دے	مکران اساں بھنبھور اساں
اساں راہ پندھیڑو وستیں دے	پر ہیں اندر دے چور اساں
ہر کہیں کوں کھل کے ملدے ہیں	ہک آپ تے ہیں تنگ تور اساں
دل تاکیاں تانگھ دیاں بند کر ڈے	نہیں سہ سگے بیا شور اساں
اساں دھرتی ست اسمانیں دی	خود آپ ہیں چندر چکور اساں(1)

دریاؤں کے ساتھ انسان کی محبت فطری عمل ہے۔انسان نے تمدنی زندگی کا آغاز اپنی دریاؤں کے کنارے آبادیاں بنا کر کیا ہے۔ گویا دریاؤں کی دھرتی کی جھولی میں دامان کے لوگوں نے بیٹھ کر لوریاں سنی ہیں ۔ دامان کی دھرتی پر جب بارش برس جاتی ہے اور اسکی

شدت کم نہیں ہوتی تو پہاڑوں سے بہنے والا پانی سطح زمین پر قائم ہنستی بستی بستیوں کو ویران کر دیتا ہے۔ اُنھیں صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہے ایسی بے بسی میں شاعر دریاؤں کے کناروں پر آ کر اُن ساتھیوں کو پکارتا ہے جس سے اُس نے محبت کی تھی ۔ وقت گزارا تھا ۔ خوشی اور خوشحال دیکھی تھی آج جب ان میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ان کے گھروندے اور جھوکیں پانی تندو تیز لہروں کی نظر ہو کر بہہ گئی ہیں ایسے حالات میں دامان کے باسی دوبارہ جھوک بنانے کی آس امید لیے انہیں دوستوں کو پکارتا ہے وہ ایک نیا خواب دیکھتا ہے جس کی تعبیر شاید ہی اُسے مل سکے مگر خواہش ضرور جنم لیتی ہے، اسی لیے وہ پکار اُٹھتا ہے:

نکھڑے سہا سے وقت ویاروں من دریا تے — آپ بے کوں ہکلاں ماروں من دریائے تے
اکھیں نوٹ کے ڈیکھوں خواب اُبھر دے سجھ دے — ول ہک واری شام گزاروں من دریا تے
روندیں روندیں رل کے ڈیکھوں لڑھدیاں ساکھیں — ول ہک واری جھوک اُساروں من دریا تے
خواب تاں ڈیکھوں خواب متاں کئی سچا نکلے — آ کاغذ دیاں بیڑیاں تاروں من دریا تے
تریہہ اندر دی جینویں تھل وچ اہڑڈو پیرا — چنی چولا پاند جیاروں من دریا تے"(2)

عزیز شاہد جدید سرائیکی شعراء کی اس صف کے اولین نمائندہ شاعر ہیں جنھوں نے اپنی شاعری میں اپنی دھرتی دامان سے بے پناہ شاعرانہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ان کی شاعری میں خلوص، محبت اور سچائی کا بھر پور اظہار واضح نظر آتا ہے ، ان کی شاعری و سیبی تہذیب و تمدن کی خوبصورتی کا بیانیہ ہے۔شاعر اپنی دھرتی اور اس کے باسیوں ، چرند پرند، جنگل بیلے، دریاؤں ، پہاڑوں ، ندی نالوں، گھر، گھروندے ، ساٹھ، صحراؤں کی ریتوں اس کے اونچے نیچے ٹیلوں سے عشق کرتا دکھائی دیتا ہے۔ عزیز شاہد نے شعوری طور پر لوک قصے کہانیوں کو اپنی شاعری میں جگہ دی ہے۔ شاعر اس وقت کو یاد کرتا ہے جب قصے کہانیاں اور قصولی دھرتی میں شادمانی کا سبب تھے آج وقت نے کروٹ بدلی ہے تو وہ قصے سنانے والے قصولی کہیں دور چلے گئے ہیں۔ شاعر ان کی جدائی سے بہت رنجیدہ ہے۔ ماضی کے قصے کو اپنی شاعری میں یوں زندہ کرتا دکھائی دیتا ہے:

" کتھاں کھوئے گئے ہن او قصے قصولی — کھاں ونج کے مریۓ او قصے دا پولی
کوئی پان پولی دی در کھان چا کے — کتھاں بھل گیا ہے
تے در کھان دی ڈوئی چڑھوئی چا کز — آخر کتھاں رُل موئی ہے
ولا بھت چڑھوئی دا بھلا — کیڑھے رستے دا جت چا گیا ہے
کوئی چور ویلھا — میڈے سیکدے ساہ دی سکت چا گیا ہے۔
تے رہتیں پریتیں دی چھت چا گیا ہے — میڈے کل دے قصے میڈے سدھ سنہپے
کتھاں کھوئے گئے — ہن او قصے قصولی(3)

عزیز شاہد کی شاعری میں عظیم وادی سندھ کے مرکزی خطے سرائیکی وسوں دمان کو اُس کے ماضی اور حال کے آئینے میں پرکھا گیا ہے۔ زمانوں کے عروج و زوال کو کمال مہارت سے اپنے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس شاعری میں دامان کے درختوں، پرندوں، جگھوں یہاں تک کہ چاندنی تک کا تذکرہ نمایاں ہے ۔ خوبصورت تشبیہات نے شاعری کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ماضی کی زندگی شاید خوابوں کی حیاتی تھی جہاں سکھ چینی کی بانسری بجائی جاتی تھی۔ جہاں خلوص اور محبت تھی ۔ سادگی اور سچائی حیاتی کا شیوہ تھا ۔

دکھ سے کچھ سانجھے تھے۔ پھر یوں ہوا کہ دامان کی دھرتی کو نظر لگ گئی۔ خاموشی سے اپنا فرض ادا کرنے والے مخلص لوگ آخر کار اس پُر فریب اور دغا باز دنیا سے بے زار ہو گئے انہیں اپنا آپ جدا محسوس ہوتا نظر آیا۔ ہم کیا تھے اور کیاہو گئے ہیں:

اساں جو گی من دی مستی دے
اساں و سدے وستی وستی دے
اساں وسوں وخت وساخیں دی
اساں سہرے سو بھ کچاریں دے
اساں جھومری میلیں ٹھیلیں دے۔
اساں ناچے ننذر حویلیں دے
اساں پکھرو پانی پیریں نہیں
ہن ایں تھی گئے
اساں نچدیں نچدیں تھک گئے ہیں
دل دھرتی ساوے موسماں دی
جیندی مُکھ ہمیشہ ساوی ء
اساں ایں دھرتی دے سینے وچ
نت چُپ دے بیج رہائے
ول رادھیاں چپ دیاں چاتیاں ہن
ہن ایں تھی گئے
اساں اپنی چپ توں اک گئے ہیں۔"(4)

عزیز شاہد کی شاعری کی اپنی منطق ہے جو انسان کو عظیم سے عظیم تر بنانے کا ہنر جانتی ہے۔ انسان کی عظمت اس بات میں پوشیدہ ہے کہ وہ بغیر کسی غرض وغایت اور صلے کے ہر کسی کے لیے باعث راحت ہو۔ انسان کی اس عظمت کو چاندنی سے تشبیہ دی گئی ہے ۔ چاند آسمانوں پر چمکتا ہے اور اسکی چاندنی دھرتی پر موجود ہر ایک شئے پر بغیر تفریق کے پڑی ہے اور اسے روشن و منور کر دیتی ہے یوں اسکا داغ دھل کر صاف شفاف ہوجاتا ہے۔ یعنی صفت سچّی محبت کی ہوتی۔ جو بغیر کسی تفریق کے بلا غرض وغایت ، رنگ و نسل اور یہاں تک کہ مذہب سے بھی بالاتر ہو کر کی جاتی ہے۔
جسے خالصتاً عبادت کا رتبہ دیا جا سکتا ہے۔ دمان کے نظر نامے میں یہ بیانیہ کچھ اس طرح واضح ہوتا ہے:

اساں تاں چاندنی وانگوں وچھیے پئے ہیں
سروں اچے پہاڑیں تے
صبر دے ون صنوبر تے
وچوں وہندیں ہوئیں چشمیں تے
غلابیں تے ربلیں تے
چنبلیں تے
سچے ست رنگ پتریں تے
گھی شبنم دے قطریں تے
وچھیے پیئے ہن
ا ساں تاں چاندنی وانگوں و چھیے پئے ہیں
تھلاں تے ریت تے۔
ٹیلیں تے ٹو بھیں تے
سمندریں تے
و ساخیں تے حویلیں تے
وساندن، بیٹ ، بیلیں تے
مستیں تے ، مناریں تے
فقیریں دے مزاریں تے
مندریں تے گردواریں تے
چھتے پر شور شہروں تے
مکانیں ، محل ، ماڑیں تے
کچے کوٹھے دیں چھپریں تے
تلے لہند یں ہوئیں پوڑیں تے
تیڈے رستے تے گلیاں تے
تیڈی گلیاں دے لکھیں تے

وچھیے پئے ہیں   کھٹئیں تاں یار پوں پسیس
اساں تاں چاندنی   وانگوں وچھیے پئے ہیں"(5)

بے سرو سامانی کا عالم بھی اپنا جداگانہ تشخص رکھتا ہے۔ کم قیمت شئے ہی دراصل قیمتی شئے کے وجود کا سبب بنتی ہے۔ سرائیکی دھرتی کے سیدھے سادھے لوک خواب تو بنتے ہیں مگر اس کی تعبیر کہیں دور دور تک دکھائی نہیں دیتی:

بے گھر بار دی گالھ کرواے چپ چپ دا پر چاون کیا   کیا آکھس ہیل حیاتی دی ساڈا آون۔۔۔انون کیا
اساں کھوٹے سکے دھرتی دے اساں خالی جھولی فطرت دی   ساڈی اکھ دا تر کہ خواب پرائے ایں ترکے کوں کم لاون کیا
اساں کیتا پیار نیں کیں کیں کوں کون جو اساڈا قاتل نئیں   جئیں شہر دیاں رساں دوریاں ہن اتھ بولن کیا سرچانون کیا
کوئی چاک لباں دے کھولوں ہا بہہ چاک دلیں دے چولوں ہا   رل کے رُل گیئں کوں گولوں ہا کوئی چیتر کہیاں بھلا سانون کیا
متاں وقت اجازت نہ ڈیوے آؤ کھلدیں کھلدیں نکھڑونجو   ملسوں تاں رج کے روگھنسوں کوئی وعدہ مکلاون کیا"(6)

دامان کے لوگوں کے نصیب میں مونجھ ملال جدائی و چھوڑا بھوک پیاس درد کا رقص بے بسی اور بے کسی لکھ دی گئی ہے محبت کرنے والے کھلا اور صاف دل رکھنے والے دامانی کسی وسیبی کا تو کیا کسی کا بھی دکھ برداشت نہیں کر سکتے، گھروں سے بے گھر روزی روٹی کے حصول میں دربدر وہ لوگ جن کے پاؤں میں چھالے ہیں آنکھیں دکھ کے آنسوں سے تر ہیں شاعر ان کی کیفیت پر تڑپ اٹھتا ہے۔ وہ اپنی بھی بے بسی کا اظہار کرتا ہے کہ میں وہ سبھ کچھ کرنا چاہتا ہوں کی بدولت میرے ان ساتھیوں کو کچھ دیر کے لیے ہی سہی سکون و آرام میسر آسکے مگر بے چارگی اور مظلومیت نے مجھے بھی چار چودھاروں اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اپنی تڑپ کا اظہار یوں کرتا ہے:

میڈے وس ہووے میں ترٹ پووواں   تیڈے پیر چماں تیڈے پندھ چماں
تیڈی پلکیں دی پنیال چماں   تیڈے نین چماں تیڈے کونین چماں
وچ وسدی مونجھ ملال چماں   چم ڈیکھاں پندھ سندور بھری
تیڈے سر دا ہک ہک وال چماں   میڈے وس ہووے میں وس پوواں
تیکوں بن کے بکر وال چماں   میڈی لُوں لُوں لہندی لس تیڈا
نس نس دے ڈیوے بال چماں   میڈی لُوں لُوں لکھ لکھ لب ہوون
بے انت لباں دے نال چماں   میڈے وس ہووے(7)

اشولال اپنی شاعری میں پیت پریت کی بات کرتا ہے وہ مایوسی کو قریب نہیں آنے دیتا وہ اپنے قسمت کے مارے لوگوں کا سہارا بنتا ہے جو گھر کے مالک ہوتے ہوئے بھی بے گھر ہو جاتے ہیں ۔ تند و تیز موسم اور بارشوں طغیانی کی شدت ان گھروندوں کو ملیا میٹ کر دیتی ہیں ۔ شاعر کی فنی اور فکری اقدار بہت وسیع معنویت کی حامل ہیں۔ سرائیکی وسیب اور سرائیکی دھرتی کے باشندوں کی تاریخ اُسی کی نگاہوں میں بھی کہیں دبیز تہہ کے نیچے محفوظ ہے جو اُسے وسیبی المیوں پر گہرائیوں سے ابھر کر سامنے لے آتی ہے اپنی یادداشت اُس کی کائنات کا محور بن چکی ہے۔ وسیب کے لوگوں کے ساتھ بے انت محبت تو اس شاعر کا خاصہ ہے ہی مگر اپنے وسیبی پرندوں ، جانوروں اور درختوں سے پیار کا بھی بھرپور اظہار شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے۔ دامان کے بیر اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں بیریوں کے درختوں نے دامانیوں کے ساتھ ساتھ زندگی کے سفر کو کاٹا ہے۔ بیریوں نے بھی وہیں ظلم

برداشت کئے ہیں جنکا ساری دامان کے لوگوں نے بھی کیا ہے۔ جب اپنے لوگوں کے پیڑ اُن کی خوش بختی اور خوشی نصیبی کیلئے دعائیں کی جاتی ہیں وہیں بیری کے درخت کو بھی دعاؤں میں یاد رکھا جاتا ہے۔ سماج کی تشکیل کی تکمیل ان درختوں۔کی بنا ہو ہی نہیں سکتی:

"لوکیں وانگوں وسدیاں جھوکاں — جھوکیں وسدی بیر
سدا سہاگن بیر — نت ستری نیت چیڑیاں چتری
پھلیں بھری چنگیر — سدا سہاگن بیر
نت پھلے نت پتھر جھلے — نت پیریں دی کیر
سدا سہاگن بیر — نت سکھاں نت تویاں چاکھاں
بیر پھرن چوپھیر — سدا سہاگن بیر
نت بلدی نت لاٹ نکدی — سوجھل سُر۔۔۔۔سویر
سدا سہاگن بیر — نت کیری نت نسری بیری
نت بیریں دی گھی — سدا سہاگن بیر
نت بھالے نت پیریں چھالے — سدا سہاگن بیر"(8)

خاموشی، سکوت اور خوف کی اپنی رنگ آفرینی ہے کہیں موسم بدلتے ہیں، رت بدلتی ہے اور خاموشی سکوت کے اس گھیر کو توڑ کر باہر نکل آتی ہے شاید یہی وجدان شاعر کے کہیں لاشعور میں پنہاں کہیں نظر آتا ہے:

رستے چپ ءِن گلیاں چپ ءِن — چنکے چپ ءِن ٹلیاں چپ ءِن
اولوں چپ ءِن شانداں چپ ءِن — لک چپ لک رانداں چپ ءِن
تالیاں بھاکل پاتیاں چپ ءِن — جھات کریندیاں چھاتیاں چپ ءِن
پلکاں چپ اءِن لمیاں چپ ءِن — ہیلاں چپ ءِن دھمیاں چپ ءِن
ڈیوے بال چوبارے چپ ءِن — نال مسیت منارے چپ ءِن
کنگریں تر دے تارے چپ ءِن — چپ ءِ جیویں سارے چپ ءِن(9)

خاموشی اپنے راز کو کبھی بھی عیاں نہیں ہونے دیتی شاید یہی وجہ ہے کہ خاموش منظر نامہ اپنے اندر ہزاروں صدیوں کے قصے مدفون رکھتا ہے۔ اور جب کوئی کھوجی اس کی تلاش میں نکلتا ہے تو یہی سکوت اس کو صدیوں کی تاریخ سے روشناس کراتا دکھائی دیتا ہے۔ سکوت کو توڑنے کی خواہش شاعر کے دل میں امنڈتے خیالوں کی طرح طلاتم خیز لہیروں سے ٹکرانے کی جرت لے کر عیاں ہوتا ہے:

اندر انت اندھارے توں — کئی کوک بھری کو آندی اے
میکوں بولن ڈے — کئی تند اے پھٹری پئ گئی اے
کئی گنڈھ اے چڑھی تھی گئی اے — نہ گولن ڈے گنڈھ کھولن ڈے
میکوں بولن ڈے — میرے وسے وسے ہونٹھاں تیں

تیڈے لمس لباں دے پھل پئے ہن — ذرا پھل چا گھن لب چولن ڈے(10)

پورب اور پچھم کی ہواؤں نے رت کو بدل دیا ہے۔ دریاؤں کی رانیاں بل کھاتی اور لہراتی ہوئی کشتیاں کناروں پر کس طرح آ کر براجمان ہو جاتی ہیں۔ یہ موسم سرمی کے پھولوں کے کھلنے کا ہے۔ عزیز شاہد جیسا مصور بھلا ایسے منظر سے کس طرح بے اعتنائی برت سکتا ہے:

وت ٹھل پیاں بیڑیاں پتنیں توں — کوئی ہیل ڈھن دی کھل پئی اے
وت کِھل پئے ہن بُھل سرمئی دے — کوئی تات لباں دی چُل پئی اے
کوئی مکھڑا مل بیٹے کھلدیں ہوئیں — وت گالھی دلڑی بُھل پئی اے
توں ہر کہیں دا، توں کہیں دانئیں — گنڈھ جیڑھی ہئی ہن کُھل پی اے" (11)

خلاصہ بحث

عزیز شاہد جدید سرائیکی شاعری کے نمائندہ شاعر ہیں جن کا تعلق دامان کی زرخیز دھرتی سے ہے۔ دامان، جو ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، ٹانک اور راجن پور پر مشتمل ہے، سخت موسمی حالات، دریائے سندھ کی زرخیز وادیوں اور اپنی منفرد ثقافت کے لیے مشہور ہے۔ یہاں کے لوگ سادہ، محبت کرنے والے اور مشکلات کے باوجود جینے کا حوصلہ رکھنے والے ہیں۔ عزیز شاہد کی شاعری میں ان کی زمین اور اس کے عوام کے لیے محبت جھلکتی ہے۔ ان کے اشعار عام لوگوں کی زندگی کے دکھ درد، سختیوں اور جدوجہد کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ شاعر نے اپنی شاعری کے ذریعے ان لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کی حوصلہ افزائی کی ہے اور ایک روشن مستقبل کی امید دلائی ہے۔ ان کی شاعری محبت، بھائی چارے، اور انسانی برابری کی علامت ہے۔ دامان کی ثقافتی اور تہذیبی زرخیزی نے ہمیشہ بڑے شعراء اور ادیب پیدا کیے ہیں۔ عزیز شاہد، احمد خان طارق، اقبال سوکڑی، اور نور محمد سائل جیسے شعراء نے نہ صرف سرائیکی وسیب کو دنیا بھر میں پہچانا بلکہ اپنے اشعار کے ذریعے عوام کی نمائندگی بھی کی۔ دامان کی زرخیز مٹی اور سخت حالات نے یہاں کے شعرا کو نہایت مضبوط اور خوبصورت خیالات کے ساتھ پیش کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عزیز شاہد، من دریاتے، ڈیرہ غازی خان، رئیس عدیم دبستان سحر، ۱۹۸۷ء، ص ۱۱۵

۲۔ ایضاً ص ۱۵

۳۔ عزیز شاہد، اول ڈیرہ غازی خان رئیس عدیم دبستان سحر، ۲۰۰۰ء، ص، ۳۰

۴۔ عزیز شاہد، من دریاتے، ڈیرہ غازی خان، رئیس عدیم دبستان سحر، ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۸

۵۔ عزیز شاہد، بُھل سرمئی دے، ڈیرہ غازی خان، فرید سرائیکی سنگت، ۱۹۹۲ء، ص، ۲۲،۲۱

۶۔ عزیز شاہد، جوگ، ملتان، جھوک پبلیشرز، ۲۰۰۶، ص، ۳۱

۷۔ عزیز شاہد، بُھل سرمئی دے، ڈیرہ غازی خان، فرید سرائیکی سنگت، ۱۹۹۲ء، ص، ۹۸،۹۷

۸۔ عزیز شاہد، اول ڈیرہ غازی خان رئیس عدیم دبستان سحر، ۲۰۰۰ء، ص، ۷۰۔۷۱

۹۔ عزیز شاہد، جوگ، ص ۷۴

۱۰۔ عزیز شاہد، درشن، ڈیرہ غازی خان، ناصر پبلی کیشنز سنٹر، ۲۰۱۹ء، ص ۱۷۴

۱۱۔ عزیز شاہد، چاک، ڈیرہ غازی خان، سرائیکی سنگت، ۲۰۲۳ء، ص ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havashi-o-Havalajat

1. Aziz Shahid, Man Darya Tay, Dera Ghazi Khan, Rais Adeem Dabbistan-e-Sehar, 1987, p. 115.
2. Ibid., p. 15.
3. Aziz Shahid, Awwal Dera Ghazi Khan, Rais Adeem Dabbistan-e-Sehar, 2000, p. 30.
4. Aziz Shahid, Man Darya Tay, Dera Ghazi Khan, Rais Adeem Dabbistan-e-Sehar, 1987, p. 108.
5. Aziz Shahid, Phul Surmai De, Dera Ghazi Khan, Fareed Saraiki Sangat, 1992, pp. 21–22.
6. Aziz Shahid, Jog, Multan, Jhoke Publishers, 2006, p. 31.
7. Aziz Shahid, Phul Surmai De, Dera Ghazi Khan, Fareed Saraiki Sangat, 1992, pp. 97–98.
8. Aziz Shahid, Awwal Dera Ghazi Khan, Rais Adeem Dabbistan-e-Sehar, 2000, pp. 70–71.
9. Aziz Shahid, Jog, p. 74.
10. Aziz Shahid, Darshan, Dera Ghazi Khan, Nasir Publication Centre, 2019, p. 174.
11. Aziz Shahid, Chak, Dera Ghazi Khan, Saraiki Sangat, 2023, p. 10.